www.novelsclubb.com
لال عشق
ام حبیبہ
ناولز کلب
:novelsclubb
:read with laiba
03257121842

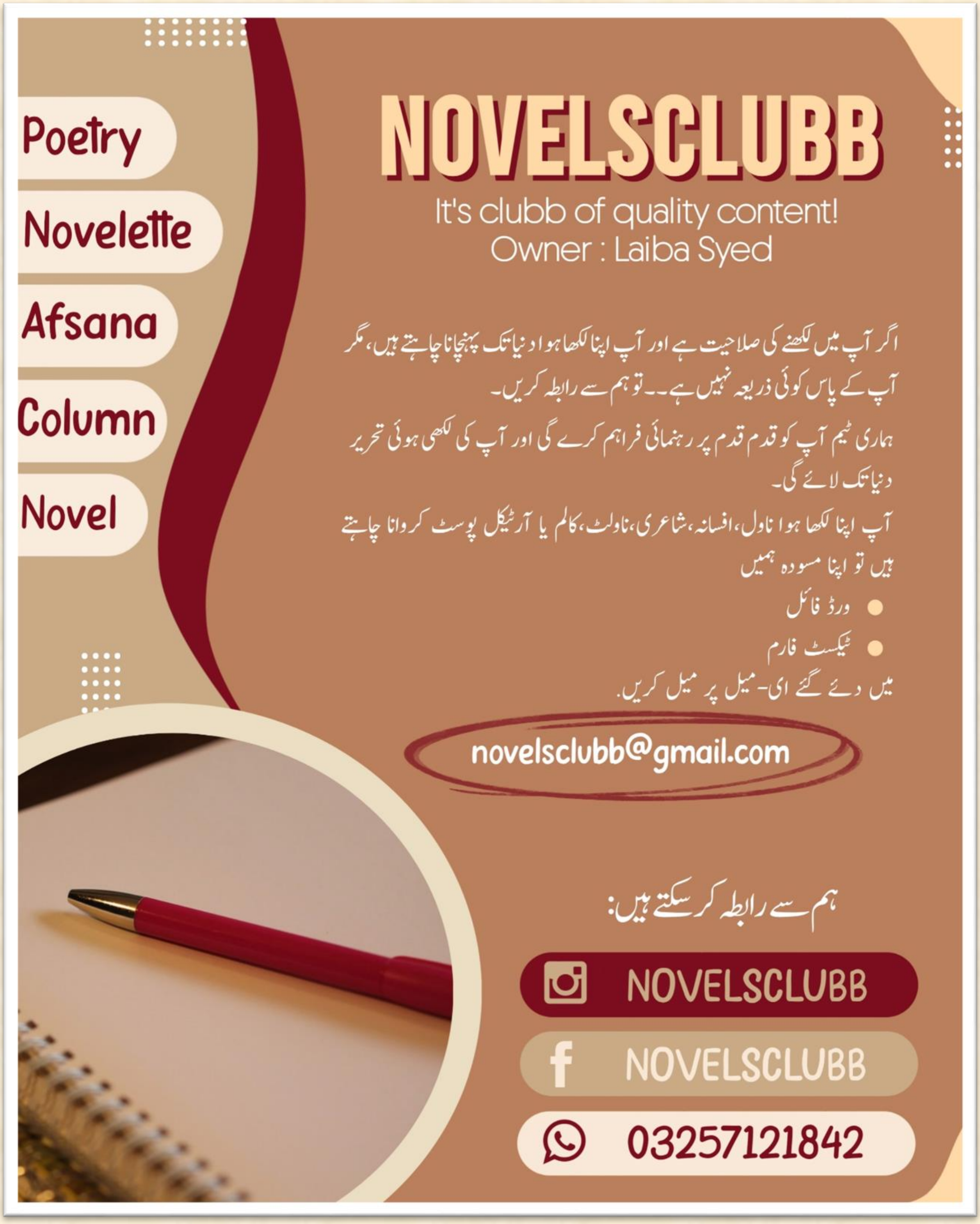
Poetry
Novelette
Afsana
Column
Novel
NOVELSCLUBB
It's clubb of quality content!
Owner : Laiba Syed
اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔
ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔
آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں
ورڈ فائل
ٹیکسٹ فارم
میں دیے گئے ای-میل پر میل کریں.
novelsclubb@gmail.com
ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں:
NOVELSCLUBB
NOVELSCLUBB
03257121842

لال عشق

از قلم

ام حبیبہ

Clubb of Quality Content!

قسط ۱:

لاہور/اعظم ہاؤس،

رات کے آٹھ بجے کا وقت تھا۔ سکندر اعظم کے بڑے بیٹے اور بڑی بیٹی کی منگنی کے سلسلے میں آج اعظم ہاؤس میں کافی گہما گہمی تھی۔

تقریب چھوٹی سہی، مگر اپنی نفاست کے باعث شاہانہ تاثر دے رہی تھی۔ گارڈن کے کونے میں دو صوفے ایک ایان اور حمنہ کے لئے، دوسرا آنیا اور زوہان کے لئے رکھے گئے تھے۔

گیت گانوں، اور ہنسی مذاق کا سلسلہ جاری تھا۔ وہی کچھ بزرگ اپنے حلقوں میں گھرے مکالمے کر رہے تھے۔ گھر کے اندر آؤ تو ماحول میں تیزی چھائی ہوئی تھی دونوں بچوں کے سسرال والے آنے والے تھے انسہ سکندر اس وقت ہاتھ میں واسکٹ لئے اپنے کمرے سے ایان کے کمرے کی طرف بڑھ رہی تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"ایان تمہاری واسکٹ لو اور جلدی نیچے جاؤ مہمان آنے شروع ہو چکے ہیں۔" انسہ بیگم نے کمرے کا دروازہ کھولے کہا ایان جو آئینے کے سامنے بال سیٹ کر رہا تھا انسہ بیگم کی آواز پر پلٹا ان کے ہاتھ سے اپنا واسکٹ لیا اور پہن کر ایک آخری نگاہ دوڑاتے کمرے سے نکل گیا۔

"اریج اریج۔" انسہ بیگم لاؤنج سے گزرتے ہوئے اپنے دوسری بیٹی کو پکار رہی تھی۔

"جی مما بولیں۔" اریج جو خود بھی لاؤنج کی طرف آ رہی تھی ان کی آواز پر رکی۔

"بیٹا آنیا کو دیکھو کے تیار ہوئی یا نہیں میں زرا آہل کے پاس ہو کر آتی ہوں۔" وہ کہتے کے ساتھ ہی آہل کے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

کمرے کا دروازہ کھٹکھٹاتے ہوئے انہوں نے مدھم سے آواز میں اہل کو پکارا" آہل؟"

ایک بلند قد نوجوان، گندمی رنگت والا کریمی رنگ کا کرتا اور شلوار میں ملبوس تھا، بھوری آنکھیں جن پر گہرے سلور رنگ کا چشمہ لگایا تھا، نرم لہر بال جو کچھ پیشانی پر تھے جنہیں وہ ہاتھ سے پیچھے کر رہا تھا۔ ہاتھ میں قیمتی سنہری گھڑی اور پیروں میں بھورے جوتے (لوفرز) پہنے

ہوئے اب وہ انسہ بیگم کی جانب رخ کئے ہوئے تھا اسے دیکھ کر انسہ بیگم نے شرارت سے کہا:

"جناب منگنی آپ کی نہیں آپ کے بھائی اور بہن کی ہے۔" آہل نے پھر مسکان بھری۔

"جی امی جان۔۔۔ہم جانتے ہیں۔"

"ویسے اگر تم بھی بتا دیتے کوئی لڑکی تو ان دونوں کے ساتھ ساتھ تمہاری بھی منگنی ہو جاتی۔" انسہ بیگم نے مزید شرارت سے کہا آہل بس مسکرا کر رہ گیا۔

"امی ایان بھائی کے سسرال والے آنے لگے ہیں۔۔۔چلیں۔" کمرے کا دروازہ کھٹکھٹاتے ہوئے اریج نے کہا تو وہ دونوں ہی کمرے سے نکل گئے۔

تقریب جوبن پر تھی۔ لمحوں بعد منگنی کی رسومات شروع ہو گئی۔ ایان اور حمنہ کی رسم کے بعد آنیا اور زوہان نے بھی انگوٹھیوں کا تبادلہ کیا۔ مبارکبادوں کا شور تھا، خوشبوؤں کا عالم تھا۔

"کہاں ہو بھیی ساری رسمیں پوری ہو گئی ہے۔"وہ نازک سی چڑچڑاہٹ دکھائے فون پر مصروف تھی۔کچھ ہی لمحے بعد ایک سیاہ گاڑی گیٹ کے باہر رکی۔

اس کا چہرہ کھل اٹھا وہ اس کی دوست تھی جو پوری ایک مہینے بعد مل رہی تھی سیاہ گاڑی میں بیٹھا وجود باہر آیا۔جامنی رنگ کے گھیرے دار فراک میں (جس پر چاندی کے ستارے جگمگا رہے تھے)ہلکی ہوا میں اس کے ریشمی بال لہرانے لگے۔اریج دوڑ کر اس سے لپٹی، ہنسی خوشی گلے ملی۔

" کیسی ہو جانم ؟"جامنی رنگ کے فراک والی لڑکی نے پوچھا۔

"اللہ پورے ایک مہینہ کیسے گزرا ہیں تمہارے بغیر مت پوچھو تم،ایک سیکنڈ نہیں اچھا لگا مجھے تمہارے بغیر۔۔۔اوپر سے تمہارے کلاس کے بچے۔۔۔۔پوری کوشش کی ہے تمہیں یاد کروانے کی۔"اریج نے جیسے ایک مہینے کا دکھ کا پٹارہ کھول دیا۔مقابل لڑکی بس مسکرا کر رہ گئی۔

"اور تو اور۔۔۔وہ یکدم رکی اس نے ارد گرد دیکھا۔

"یا اللہ میں بھی کیسی لڑکی ہوں گیٹ پر ہی شروع ہو گئی۔۔۔چلو اندر ہم آرام سے بیٹھ کر باتیں کرینگے۔"وہ اسے لئے اندر چلی آئی۔

"مما ملیحہ آ گئی۔"اریج نے انسہ بیگم کے کان میں کہا۔انسہ بیگم نے خوشی سے آگے بڑھ کر اسے گلے لگایا اس کا ماتھا چوما وہ بلکل ان کی بیٹی جیسی تھی۔کچھ ہلکی پھلکی باتوں کے بعد وہ اب اریج کا ساتھ سٹیج کی طرف جا رہی تھی۔

"اء ملیحہ تم چلو میں آتی ہوں۔"

"ٹھیک ہے۔"وہ آگے بڑھ گئی اریج لاؤنج کی طرف آنے لگی۔

کریمی رنگ کے کرتے میں ملبوس آہل اسٹیج سے اترتا ہوا سامنے آیا۔نظریں یونہی اِدھر اُدھر بھٹک رہی تھیں،جب اچانک اُس کی نگاہ اس پر ٹھہری۔

قدم زنجیر ہو گئے۔

ایک مہینے کا انتظار ایک پل میں ختم ہوا تھا اس نے مسکرا کر سامنے سے آتی ہوئی لڑکی کو دیکھ کر اپنے ہاتھ ادب سے پیچھے پشت پر باندھ لئیے۔

"السلام علیکم ڈاکٹر صاحب کیسے ہیں؟" ملیحہ بھی قریب پہنچی تو مسکراہٹ لئے بولی۔

"وعلیکم السلام میری طبیعت تو بلکل درست ہے اور میڈم آپ کو دیکھ کر مزید درست ہو چکی ہے، آپ اپنا حال سنائے بھول تو نہیں گئی مجھے؟" آہل نے بھی ذرا گردن جھکا کر سلام کا جواب دیا پھر آنکھوں مین نرمی لئے پوچھا۔

"بلکل نہیں، میں نے یاد کیا تھا اب آپ ہی مصروف انسان ٹھہرے تو میری کیا غلطی، آپ نے یاد کیا مجھے؟" اس کی بات کرنے کا انداز نرم تھا۔ آہل اس کے آخری سوال پر آبرو اٹھائے دیکھنے لگا۔

"میں مصروف انسان تو بہت ہوں کام ہی اتنا ہوتا ہے کہ لوگوں کو کیا خود کی چیزیں بھول جاتا ہوں۔" آہل اب شرارت سے کہنے لگا۔ اس کی باتوں کا اثر ملیحہ پر بڑی تیزی سے ہوا اس کی مسکراہٹ غائب ہوئی۔

"مطلب آہل آپ نے مجھے ذرا مس نہیں کیا؟"

"یاد تو انہیں کیا جاتا ہے جنہیں بھلانا آسان ہو اور تمہیں بھولنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

" آہل نے ذرا جھک کر مدھم سازی میں کہا جس پر ملیحہ کی مسکراہٹ لوٹ آئی۔

کچھ فاصلے پر کھڑی انسہ بیگم اور اریج معنی خیزی سے ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔

"مما، یہ وہاں کیا ہو رہا ہے ؟"اریج نے مسکان لئے جھک کر اپنی ماں سے پوچھا۔

"وہی جو ہونا چاہیے اس بے رنگ لڑکے کی دنیا میں ایک رنگ شامل ہو رہا ہے۔"انسہ بیگم آہل کو دیکھتے شرارت سے بولیں۔ اریج بس ہنسی روک کر رہ گئی۔

"اچھا تم انجوائے کرو مجھے ایک کام ہے میں آتا ہوں۔"

"او کے۔" آہل نے اسے راستہ دیا تو وہ وہاں سے آگے نکل گئی مگر اپنی خوشبو چھوڑ گئی، آہل وہیں کھڑا رہ گیا۔

ملیحہ کے ساتھ اب اریج بھی سٹیج پر آچکی تھی اس نے ایان اور حمنہ کو مبارک باد دیتے ہوئے ہاتھ میں پکڑا ایک تھمایا اور پھر اریج سے دوسرا بکے لیتے آنیا کو دیا اور اسے بھی بہت ساری مبارک باد دی۔

کچھ گپے شپے لگانے کے بعد اب وہ سب ایک ساتھ ٹیبل پر برائے جماں تھے۔ ملیحہ کے ہاتھ میں کھانے کی پلیٹ تھی۔

"ویسے میں نے آپ سب کو بہت مس کیا اور اسپیشلی آپکی چائے کو آنٹی۔" اس نے معصومیت لئے کہا جس پر انسہ بیگم سمیت اریج بھی مسکرا دی۔

"کوئی بات نہیں اب آگئی ہو تو چائے پی کر ہی جانا۔" چمچ سے کھانا بھرتے ہوئے ایان مخاطب ہوا۔

"بلکل۔۔۔ یہ ایک مہینے کیسے تمہارے بغیر کیسے گزرا ہے کیا بتاؤں میں اور اب تم آگئی ہو تو ڈھیر ساری باتیں کرینگے خوب مستی کرینگے۔" اریج نے کہتے ہوئے اسے گلے لگایا وہی سب انہیں دیکھ کر مسکرائے جبکہ وہ تو اسے نہار رہا تھا۔

ملیحہ اب اپنے بال پیچھے کر رہی تھی۔ تبھی انسہ بیگم کی نظر اس پر پڑی اور انہوں نے آہل کو کھنکھار کر ہوش دلایا۔

"کیا بات ہے پسند آ گئی ہے؟" انسہ بیگم کے لہجے میں شرارت واضح تھی۔

"کیا؟" وہ سمجھ نا سکا کیا بولے۔

" کہو تو بات کروں؟" انسہ بیگم نے پھر سے سر گوشی کی۔

"نہیں نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے۔"

"تو پھر؟"

"کچھ نہیں۔" اس نے دبی آواز سے کہا اسکی بات سن انسہ بیگم اثبات میں گردن ہلائی پھر اٹھ کر مہمانوں کی جانب بڑھ گئی۔

آہل نے نظریں ملیحہ پر گاڑ دیں اور انسہ بیگم کی بات اس کے ذہن میں گونجتی رہی۔ دل کے کسی کونے میں انجانی خواہش نے جنم لیا تھا اور اسی لمحے، جہاں وہ ملیحہ کو دیکھ رہا تھا، قسمت بھی اسے دیکھ کر کسی انجان کھیل کی تیاری کر رہی تھی۔

ΔΔΔΔΔ

ماضی:

وجدان صاحب کی فیملی کا بسیرا اسلام آباد میں تھا مگر وہ اپنی بیٹی کی پڑھائی کے لئے کچھ سال پہلے ہی یورپ گئے تھے۔ مہناز نے اپنی پڑھائی یورپ میں مکمل کی اور اسکالرشپ کے لئے اپلائی کیا مگر یہ بات اس نے اپنی ماں اور بابا دونوں سے چھپائی تھی کیونکہ وہ سب اسکی پڑھائی مکمل ہونے کا انتظار کر رہے تھے انہیں واپس اپنے ملک پاکستان جانا تھا۔

وہ اپنے روم میں کاؤچ پر بیٹھے اپنی بہن کو دیکھ رہی تھی جو کسی سوچ میں گم تھی۔

"کہاں کھوئی ہو بہن؟" اس نے رشا کا بنا عجیب و غریب چہرہ کو دیکھتے ہوئے پوچھا اس کے کہتے ہی رشا نے اسکی جانب دیکھا اور گھورنے لگی۔

"حل سوچ رہی ہوں۔" اس نے گھوری دیتے ہی کہا تھا۔

"کیسا حل؟" ابرو اچکاتے سوال کرنے لگی۔

"یہ جو رائیتہ تم نے بنا کر پھیلایا ہے اسے سمیٹنے کا حل سوچ رہی ہوں۔"رشانے برہمی ظاہر کی۔

"اف رشا سیدھا بولا کرو۔"

"بیٹھو ادھر, تم نے اسکالرشپ اپلائی کیا ٹھیک ہے اچھی بات ہے پر۔۔۔"

"پر کیا؟"مہناز نے اسکی بات کاٹی۔

"پر ابھی کیوں کیا ہم پاکستان جا رہے تھے نا ماہی وہاں جا کر اپلائی نہیں کر سکتی تھی، تمہیں پتا ہے تمہیں مزید یہاں رکنا ہوگا اور بابا تو اس بات کے لئے مان بھی جائے گے لیکن ماما وہ نہیں مانیں گی۔"علی شاہ خاندان میں سبھی مہناز کو ماہی کہہ کر پکارتے ہیں وہ بھی پیار سے ماہی کہتے ہوئے اسے سمجھانے لگی اور خود اپنی آخری بات پر سہم اٹھی۔

پروین بیگم بھی بڑے اونچے خاندان سے تعلق رکھتی تھی وجدان صاحب کے مقابلے میں انکا کافی رعب تھا لوگ انکے غصے سے سہم اٹھتے تھے،وہ ضدی بھی بہت تھی اپنی بات رکھنا اور

اسے منوانا انہیں اچھے سے آتا تھا اور یہی حال انکی بیٹی مہناز کا تھا جسے ورثے میں یہ ساری عادت اپنی ماں اور باپ سے ملی تھی۔

"اوہ رشا میری بہنا۔۔۔ڈونٹ وری میں سب سنبھال لونگی ماما کو کچھ پتا نہیں چلے گا۔"

دروازہ کھلنے کی ہلکی سی آواز پر دونوں نے پلٹ کر نہیں دیکھا، پروین بیگم کی بھاری قدموں کی چاپ ان کے کانوں میں گونجی۔

"کیا پتا نہیں چلے گا؟" پروین بیگم دروازے پر کھڑی انکی ساری باتیں سن چکی تھی۔

"مما!" وہ دونوں چونکتی یک زبان ہوتے اٹھی۔

"کیا پتا نہیں چلے گا ماں کو؟" وہ قدم بڑھاتے آگے آئی تھی۔

"کچھ نہیں ہم تو بسسس۔۔" اسکی بات ادھوری رہ گئی جب پروین بیگم نے اپنی بات کہی۔

"اب کوئی بھی بہانہ مت بنانا میں سب سن چکی ہوں، کیا ضرورت تھی اتنی جلدی اسکالرشپ اپلائی کرنے کی، ہم پرسوں جا رہے ہے پاکستان پھر بھی تم نے۔" پروین بیگم کی آنکھوں میں غصہ واضح ہوا۔

لوینگ روم میں بیٹھے وجدان صاحب کے کانوں تک جب پروین بیگم کی بلند آواز گونجی تو وہ فکر مندی سے اٹھ کھڑے ہوئے اور کمرے کی طرف بڑھ گئے۔

"کیا بات ہے کس بات کا غصہ ہو میری بیٹی پر۔"وہ انکے قریب ہوتے گویا ہوئے اور مہناز کا معصوم چہرہ دیکھتے اسے سینے سے لگایا۔

"آپکی جو یہ بیٹی ہے نا یہاں یورپ میں اسکالر شپ کے لیے اپلائی کر رہی ہے۔"انہوں غصے بھری نظروں سے مہناز کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں تو یہ اچھی بات ہے یہ پڑھے گی پھر کچھ بنے گی اور اپنے ماں باپ کا نام روشن کریگی۔" وجدان صاحب کا لہجہ نرم اور فخریہ تھا وہ پروین بیگم کی بات یکسر نظر انداز کرتے ہوئے بولے۔پروین بیگم ان کی یہ بے نیازی دیکھ کر مزید حیران ہوتی گہرا سانس لیکر رہ گئی۔

مہناز ایک طرف اپنے بابا کی شفقت بھری قربت پر خوشی سے مسکرائی، مگر اگلے ہی لمحے اپنی ماں کے غصے سے سرخ چہرے کو دیکھتے ہی اس کی مسکراہٹ کافور ہو گئی۔

دوسری طرف چپ چاپ کھڑی رشا آنکھوں اور ہاتھوں کے اشاروں سے اپنے بابا اور بہن کو سمجھانے کی کوشش کرنے لگی۔اس کے یہ اشارے وجدان صاحب نے فوراً بھانپ لیے اور وہ بیوی کو نرم لہجے میں سمجھانے کی طرف متوجہ ہوئے۔

"پروین کرنے دو بچی کو جو کرنا یہ اپنا نام بنانا چاہتی ہے۔"وہ لہجے میں نرمی لئے جیسے مسکا لگاتے ہوئے آگے بڑھے۔

"یہ نام پاکستان جا کر بھی بنا سکتی تھی مگر نہیں اسے اپنی ہی چلانی ہے۔"انہوں نے نظریں پھیرتے ہوئے کہا لمحے لمحے انکے بڑھتے غصے کو دیکھ رشا انکے پاس آئی۔

"مما میری پیاری مما، آپ اچھے سے جانتی ہے کہ ماہی اس گھر میں سب سے زیادہ آپکی بات سنتی ہے اور اس بار بھی وہ آپ کی ہی مانے گی آپ جو کہیں گی وہی کریگی ہے نا ماہی؟"اس نے بھی مسکا لگانے کی کوشش کی۔مہناز نے گردن ہلائی۔

"ہاں بہت مانتی ہے نا میری بات۔"

"مما۔۔ابھی صرف اپلائی کیا ہے۔"اس بات کو سنبھالتے ہوئے کہا۔پروین بیگم اس کی بات پر ٹھٹھکی۔پھر بولی:

"کیا مطلب؟"

"مطلب یہ کہ اسکالرشپ کے لئے ماہی نے اپلائی کیا ہے ابھی پتا نہیں چلا کے اسے یہ اسکالرشپ ملی ہے یا نہیں۔"رشنا کی آخری بات پر مہناز نے گھور کر دیکھا۔

"بڑی کوئی بدمزہ بات کی ہے تم نے رشنا اللہ نا کرے کہ میری اسکالرشپ ریجکیٹ ہو۔"اس نے دانت پیسے اور دل میں سوچا۔

"جو بھی ہے بات تو وہی ہوئی نا۔"ناراضگی انکے چہرے سے صاف جھلک رہی تھی جو وجدان صاحب اور مہناز باخوبی محسوس کر رہے تھے۔

"مما!"وہ پیار سے پکارنے لگی جس پر پروین بیگم نے اسکی جانب دیکھا۔

"آپ کو یہ فکر ہے نا کہ یہ یہاں اکیلے کیسے رہے گی تو پھر میں ماہی کے ساتھ رک جاتی ہوں آپ اور بابا چلے جائیں پھر تو آپ کو تسلی رہے گی نا؟"اس نے فریاد کی۔

کمرے میں خاموشی چھا گئی۔ وجدان صاحب، رشا اور خود مہناز تینوں اپنی نظریں پروین بیگم پر گاڑے کھڑے تھے۔ پروین بیگم نے ان سب کی نگاہوں کا بوجھ اپنے اوپر محسوس کیا، پھر ایک گہرا سانس لے کر سر جھٹکتے ہوئے ہامی بھر دی۔ وہ جانتی تھیں کہ مہناز اپنی بات منوانا خوب جانتی ہے بغیر ہاں کئے نا مہناز پاکستان جائے گی نا انہیں جانے دے گی۔ ان کے ہاں کرتے ہی مہناز کے لبوں سے خوشی کی چیخ نکلی، وہ دوڑ کر اپنی ماں کے گلے لگ گئی۔

وجدان صاحب اور رشا بھی آپس میں گلے ملنے لگے۔

حال:

وہ اس وقت اپنے کیبن میں اکیلی بیٹھی تھی۔ ماضی کے اوراق ذہن میں سر سرا رہے تھے۔ ہاتھ میں رشا کی گھڑی تھامے، آنکھوں میں نمی، چہرے پر اداسی لئے اس کے یادوں کے ہجوم میں ایک لمحہ ایسا تھا جہاں وہ رشا سے لپٹ کر خوشی سے چیخ رہی تھی، اور اگلے ہی لمحے اُس کی مٹھی میں خون سے تر رشا کا دوپٹہ تھا جسے وہ سینے سے لگائے سسک رہی تھی۔

اس کی آنکھیں سرخ ہو رہی تھی کانچ سی آنکھوں میں پانی بھرنے لگا تھا۔

اس نے بمشکل اپنے وجود کو سمیٹا، ایک لمبا سانس لیا اور لیپ ٹاپ آن کیا۔ میل باکس میں عالیہ افنڈی کی ای میلز جگمگا رہی تھیں لاہور کی مشہور ڈیزائنر اور فیشن شو کی اونر کے ساتھ کل کی میٹنگ کی میل اور دوسری دیگر میلز۔

لیکن دل کا بوجھ اتنا بھاری تھا کہ کامیابی کی یہ خبریں بھی بوجھل لگنے لگیں۔

اکتاہٹ سے لیپ ٹاپ بند کر کے وہ کرسی سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"بس۔۔۔اب مزید نہیں۔" اس نے مدھم آواز میں کہا اور اپنے اندر کی بے چینی کو باہر نکالنے کے لیے فون اٹھایا۔ آج اس کا ارادہ کرن سے ملنے کا تھا۔ وہ اب اسی کے گھر کی طرف روانہ ہوئی۔

منظر:

سڑک سنسان تھی۔

ہوا کی ٹھنڈی لہر جیسے خوف کی سرگوشیاں کر رہی تھی۔

Clubb of Quality Content

لیکن مہناز و جدان کو خوف سے کیا واسطہ؟وہ لڑکی تھی جو طوفان کو آنکھوں میں بسا کر چلتی تھی۔

چند لمحوں کی سواری کے بعد،سیاہ مرسڈیز بڑے سے گھر کے سامنے رکی۔وہ گاڑی سے باہر نکلی۔درمیانہ قد،گوری رنگت،سیاہ مائل بھورے بال اور وجود پر چار چاند لگا دینے والی شفاف سلٹی آنکھیں۔

وہ چلتے ہوئے اب دروازے تک آ گئی تھی۔

ڈور بیل بجانے پر ایک ملازم نے دروازہ کھولا۔کرن جو لاؤنج ایریا سے گزرتے ہوئی اسٹڈی روم کی طرف جا رہی تھی اسے دیکھ کر اس کے پاس آئی۔

پھر وہ دونوں ایک دوسرے سے مل کر اسٹڈی روم کی اور بڑھ گئی۔رات کے دس بجے رہے تھے اب وہ دونوں غم کو مات دے رہی تھی۔

ΔΔΔΔΔ

ڈھیلے ڈھالے براؤن شرٹ اور وائٹ ٹراؤزر میں ملبوس وہ اریج کے کمرے میں ٹہل رہی تھی دیر رات ہونے کی وجہ سے انسہ بیگم نے اسے اعظم ہاؤس میں ہی رکنے کا کہا تو وہ مان گئی وہ ہمیشہ سے انکی بات کو سر آنکھوں پر رکھتی تھی،اور اسے اچھا لگتا تھا اعظم ہاؤس میں ٹھہرنا۔اس نے اپنا فون نکالتے دیکھا جہاں اسکی خالہ کے ڈھیروں مس کالز تھی اسنے کال ملاتے فون کان سے لگایا اور لاؤنج کی طرف بڑھ گئی۔وہ مقابل سے فون پر بات کر رہی تھی تبھی اسے کسی کے آنے کی آہٹ محسوس ہوئی اس نے مڑ کر پیچھے دیکھا مگر کسی کو نا پا کر وہ ذرا سہمی،اپنی خالہ سے بات ختم کرتے وہ مڑی ہی تھی کہ جھٹ سے چیخ نکالتی دو قدم پیچھے ہوئی۔

وہاں آہل تھا نائٹ ڈریس میں ملبوس قہقہہ مارتا ہوا۔

"یا اللہ آہل آپ نے تو ڈرا ہی دیا۔"وہ سینے پر ہاتھ رکھتے سانس بحال کرتے ہوئی بولی۔

"اچھا جو سب کو ڈراتی پھرتی ہے وہ کیسے ڈر سکتی ہے؟"ملیحہ منہ کھول کر رہ گئی۔

"آپ میرا مزاق اڑا رہے ہیں؟"

"نہیں میری کیا مجال بھی کہ میں ملیحہ مظہر شاہ کا مزاق اڑاؤں۔" اس نے کان پکڑتے اسے مزید چھیڑا۔ ملیحہ منہ بسور کر رہ گئی۔

"اچھا سوری۔" آہل نے کہا تو ملیحہ ہلکا مسکرائی۔ اب وہ دونوں چلتے ہوئے لاؤنج میں آ گئے۔

"ویسے ہاسپٹل کیسا چل رہا ہے؟"

"اچھا!" وہ جواب دہ ہوا۔

"کیا بات ہے؟ کچھ پریشان لگ رہی ہو۔۔ کوئی مسئلہ ہے تو شیئر کرو، ملیحہ۔" آہل نے چند لمحے اس کے چہرے کو غور سے دیکھنے کے بعد نرمی سے پوچھا۔ اس کے چہرے پر ہلکی سی سنجیدگی اور آنکھوں میں بے چینی جھلک رہی تھی۔

ملیحہ نے فوراً نظریں جھکا لیں اور ایک زبردستی سی مسکراہٹ لبوں پر لاتے ہوئے بولی:

"نہیں، کوئی بات نہیں۔۔ میں بالکل ٹھیک ہوں، آہل۔"

"تمہارے چہرے سے صاف معلوم ہو رہا ہے کہ تم کسی پریشانی سے گزر رہی ہو؟ اب اپنے دوست کو بھی نہیں بتاؤ گی کیا؟۔" آہل نے نرمی سے کہہ کر مزید اصرار کیا۔ ملیحہ کچھ لمحے خاموش رہی پھر بولی:

"دراصل میں جاب کی تلاش میں ہوں۔" اس کی بات پر آہل سوچ میں پڑ گیا۔

"پر تمہاری تو ٹیچنگ ٹھیک چل رہی ہے۔۔۔ پھر نئی جاب کیوں؟" آہل نے نرمی سے پوچھا، اس کے لہجے میں ہلکی سی حیرانی جھلک رہی تھی۔ ملیحہ سوال سنتے ہی گہری سوچ میں ڈوب گئی، نظریں ادھر اُدھر بھٹکنے لگیں جیسے وہ کوئی بات چھپانے کی کوشش کر رہی ہو۔ لمحے بعد وہ تحمل سے جواباً ہوئی:

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"میرے جاب کرنے کے پیچھے ایک بڑی وجہ ہے جسے میں کسی کے ساتھ شیئر نہیں کرنا چاہتی۔" اس کی آنکھیں کسی بوجھ کے تحت جھکنے لگی۔ وہ ایک لمحے کو رکی پھر مزید بولی: "آپ پلیز میری بات کا برا مت مانئے گا۔" نرمی سے کہہ کر اس نے آہل کی جانب دیکھا۔

آہل چند لمحے اس کی صورت کو دیکھتا رہا، پھر ہلکی مسکراہٹ کے ساتھ نرمی سے بولا:

"برا ماننے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، ملیحہ۔۔۔ کبھی کبھی انسان کے پاس کچھ باتیں ایسی ہوتی ہیں جو وقت آنے پر ہی کہی جا سکتی ہیں۔۔ اور میں تم پر کوئی زور نہیں ڈالوں گا۔" وہ سانس لینے کے لیے رکا اور پھر بات مکمل کی۔ "لیکن اب تمہاری باتوں سے مجھے فکر ہو رہی ہے پلیز بتاؤ اگر کوئی ہیلپ کر سکوں تو؟" آہل کی آنکھوں میں امید کی ایک چھوٹی جھلک تھی۔ جو ملیحہ کے دل تک جا پہنچی۔ کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد اس نے دھیمی آواز میں پوچھا::

"لیکن آپ کیا کر سکتے ہیں اس میں؟"

"میرے پاس ایک جاب ہے۔۔۔ تم کہو تو بتاؤں؟"

اس کے لہجے کی سنجیدگی اور خیال رکھنے والے انداز پر ملیحہ کے ہونٹوں پر بے اختیار مسکراہٹ آ گئی۔ اس کے دل میں جیسے ایک سکون اتر گیا ہو۔

"ہاں بتائیں" اس نے پوچھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"تم خان چچا کو جانتی ہو؟ جو تین مہینے پہلے اپنے ایک دوست کو لیکر میرے پاس ہاسپٹل آئے تھے۔" ملیحہ نے یاد کرنے کی کوشش کی۔

"ہاں ہاں مجھے یاد ہے۔"

"ان کے انہی دوست کی طبیعت کچھ خراب رہتی ہے اکثر وہ مجھے ایک نرس کے لئے بات کر رہے تھے جو ان کے گھر رہ کر ٹیک کیئر کرے۔۔۔۔ میں چاہتا تو نرس بھیج سکتا ہوں پر اب تمہاری پریشانی دیکھ کر میں یہ کام تمہیں آفر کرتا ہوں تو کیا تم یہ کام کرو گی؟" ملیحہ کی سمجھ میں نہیں آیا کہ وہ کیا کہے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"لیکن مجھے کرنا کیا ہو گا؟"

"تمہیں وہی کرنا ہے جو ایک انسان دوسرے انسان کی ہمدردی میں کرتا ہے ان کے کھانے وغیرہ اور دوائی وغیرہ کا خیال رکھنا، ساتھ انکی دائٹ کا خیال، انہیں تنہائی محسوس نا ہونے دینا، ڈپریشن اور آور تھنکنگ نہ کرے سکون سے نیند پوری ہو اور اگر کہی باہر جانا ہو تو ساتھ جانا جیسے ڈاکٹر کی اپوئنمنٹ یا کچھ بھی۔" وہ خاموش ہوا اور اس کے جواب کا منتظر

ہوا۔ ملیحہ کی آنکھیں لمحے کے لیے جھجھکی۔ پھر دھیرے سے بولی۔ "ٹھیک ہے میں تیار ہوں۔"

آہل کے چہرے پر اطمینان کی جھلک نمودار ہوئی۔

ملیحہ لمحے بھر کو رکی، پھر ہلکی مسکراہٹ کے ساتھ دھیمے سے پوچھا:

"لیکن۔۔۔ سیلری بھی ہو گی نا؟"

"افکارس۔۔۔ ورنہ کیا میں اس جاب کے بارے میں بات کرتا تم سے؟" آہل نے نرم مسکراہٹ لبوں پر سجائے کہا۔ ملیحہ مطمئن ہوتے ہوئے اس کا شکریہ ادا کرنے لگی۔ "تھینک یو آہل۔" آہل نے پلکیں جھپک کر جیسے اشارہ دیا ہو کہ شکریہ کی ضرورت نہیں۔

"اوکے تو کل تم دوپہر میں تیار رہنا ہم ان کے گھر جائینگے۔" ملیحہ نے ہاں کہتے شکریہ ادا کیا اور گڈ نائٹ کہہ کر کمرے کی طرف چلی گئی۔

آہل بھی مسکراتے ہوئے اس کے پیچھے اپنے کمرے کے طرف چلا گیا۔

ΔΔΔΔΔ

اگلا دن جس تیزی میں گزر رہا تھا صبح سے دوپہر ہو گئی تھی وہ گھر کے گارڈن ایریا میں ٹہل رہی تھی کسے کے فون کا انتظار کر رہی تھی۔ ٹہلتے ہوئے اس نے اپنا فون سامنے کیا نمبر ڈائل کرنے پر بند جا رہا تھا۔

"میرے خیال میں بہت مصروف ہونگے میں بعد میں فون کر لونگی۔ "اس نے سوچا اور پھر گھر میں چلی آئی۔

ہاسپٹل کا منظر ہنگامی حالت کی عکاسی کر رہا تھا۔ کاریڈور میں مریضوں اور لواحقین کا ہجوم، آئی سی یو میں زخمیوں کی کراہیں۔۔۔ ہر طرف بے چینی اور افراتفری کا سماں تھا۔

وہی آہل جس کا آج کا دن بہت زیادہ مصروف ہونے والا تھا صبح صبح ہاسپٹل سے آئی گئی ایمرجنسی کال نے اس کی نیند اڑادی تھی۔

صبح کے سات بجے:

("السلام علیکم ڈاکٹر ہاسپٹل میں کافی ایمرجنسی کیس آئے ہیں ایک بس کا ایکسیڈنٹ ہوا ہے بہت لوگ زخمی ہوئے ہیں اور کچھ لوگ تو ہوش میں بھی نہیں ہے۔۔۔پلیز آپ جلدی آجائیں۔" سسٹر حمیرہ کی جلدباز آواز نے اسے لمحے میں بیدار کر دیا۔ کمفرٹر ایک جھٹکے سے ہٹا کر کال کاٹی اور تیزی سے واش روم کی طرف بڑھ گیا۔ فرض پہلے... ہمیشہ کی طرح۔)

(ہاسپٹل کے کاونٹر سے نمبر ملا کر ایک آدمی کسی کو جیسے اطلاع کر رہا تھا۔

"میم وہاں بس کا ایکسیڈنٹ ہو گیا اور ہماری کار بھی اسی راستے سے جا رہی تھی بس کے اچانک سامنے آنے پر یہ سب ہو گیا۔۔۔ لیکن سر کو زیادہ چوٹ نہیں آئی ہے بس انہیں۔۔۔"وسیم سامی (وجدان علی شاہ کے سیکٹری) نے فون پر مقابل کو کچھ عجلت اور دردسی آواز میں کہنے کی کوشش کی مگر مقابل فون تھامے لڑکی نے اس کی بات کاٹ کر پوچھا:

"مجھے ہاسپٹل کا نام بتاؤ۔" وسیم نے فوراً کاؤنٹر کے اوپر لگے بورڈ پر پڑھا۔ "جی نام ہے اعظم ہاسپٹل" اس نے فون رکھا اور اس پراوئیٹ کمرے میں چلا آیا جہاں وجدان صاحب بیٹھے تھے۔)

آٹھ بج کر پچپن منٹ ہوئے تھے سسٹر حمیرہ اس وقت وارڈ میں تھی وہ سبھی مریضوں کی بینڈج کر رہی تھی آہل آئی سی یو میں موجود ان مریضوں کے ساتھ تھا جن کی حالت کافی خراب تھی۔ اس کے ساتھ ایان اور ڈاکٹر شمائلہ بھی تھی۔ انہیں ہاسپٹل آئے ہوئے ایک گھنٹہ گزر چکا تھا۔

"ڈاکٹر ایک اور پیشنٹ کو کافی چوٹ لگی ہے مگر وہ دوائی نہیں لگوا رہے، ضد کر رہے ہیں۔" سسٹر اسماء نے ائی سی یو میں داخل ہو کر تینوں ڈاکٹر کو مخاطب کیا۔ ایان نے سن کر آہل کو پکارا اور اشارتاً جانے کا کہا۔ وہ اپنا کام ختم کر کے فوراً باہر نکل آیا۔

نوولز کلب
Clubb of Quality Content!

"ڈاکٹر وہ بہت ضدی اور کھڑوس ہیں۔" سسٹر اسکے ساتھ چلتے ہوئے کہہ رہی تھی آہل نے سن کر نظر انداز کیا۔

کمرے کا دروازہ کھول کر اس نے اپنے سامنے دیکھا جہاں بستر پر ایک پچپن سالہ مضبوط آدمی بیٹھا ہوا اپنے زخم پر نظر دوڑا رہا تھا۔ اس نے وجدان صاحب کے پیچھے کھڑے آدمی کو بھی دیکھا جس کے خود کے ہاتھ اور سر پر چوٹ لگی تھی۔ اس نے سسٹر کو اشارہ کرتے بینڈج کرنے کا کہا اور خود وہ چل کر وجدان صاحب کے بغل میں بیٹھ گیا۔

"کیا ہوا ہے مجھے دیکھنے دیں؟" اس نے بڑی نرمی سے پوچھا۔

"کچھ نہیں ہوا ہے ہلکا سا خراش ہے ٹھیک ہو جائے گا۔۔ رہنے دو۔" وجدان صاحب نے بھی نہایت نرمی دکھاتے ہوئے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ سے چھڑایا۔ آہل نے سسٹر کو ایک نظر دیکھا جس پر سسٹر نے گردن ہلاتے ہوئے کہا ہو (دیکھا میں کہہ رہی تھی)۔

لبوں پر زبان پھیرتے آہل نے پھر سے گفتگو شروع کی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"ہمممم۔۔۔آپ کو یہ خراش ہلکی لگ رہی ہے لیکن ویسے یہ چوٹ ہلکی نہیں ہے۔"اس کی بات پر وجدان صاحب نے نظریں اٹھائی۔

"مطلب؟"

"مطلب یہ کہ یہ خراش ہلکی نہیں ہے اگر علاج نہ کیا تو بعد میں پینکلر بھی اثر نہیں کریگی۔"وہ سن رہے تھے اور ان سب کے ساتھ کوئی اور بھی تھا جو اس وقت وہاں موجود تھا یا موجود تھی۔

"سر پلیز بینڈج کروالیں ورنہ میم میری کلاس لے لینگی۔"پاس بیٹھا وسیم خوف میں بول پڑا وجدان صاحب سمیت آہل کی بھی شکن واضح ہوئی۔اس کے جملے ختم ہونے کے ساتھ ہی دھڑام سے کمرے کا دروازہ کھلا تھا۔سفید شرٹ اور سیاہ پینٹ میں لڑکی اندر داخل ہوئی اس کا لُک معمول سے الگ تھا۔اس نے آنکھوں میں تپش لئے اپنے باپ کے پیچھے بیٹھے وسیم کو دیکھا جس نے دیکھ کر ڈر سے گردن جھکا لی۔لمحے بھر کے لئے کمرے میں خاموشی چھا گئی۔وہ رعبدار شخصیت کی مالک تھی اور ہوتی بھی کیوں نا وہ وجدان علی شاہ کی بیٹی ہے۔

سب کی نظروں کا مرکز بنی مہناز اس وقت وسیم اور وجدان صاحب پر نظریں جمائے ہوئے تھی۔ مسٹر اسماء اس لڑکی کا بغور جائزہ لے رہی تھی وہی آہل بھی یک لمحے کھو سا گیا تھا۔

"اب اتنا بھی مت ڈرا کرو وسیم اتنی خوفناک بھی نہیں ہے یہ۔" وجدان صاحب نے کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"آپ کو کیا معلوم سر آپ کی کبھی بلی تھوڑی چڑھی ہے۔" اس نے سرگوشی نما انداز میں بہت ہی دھیرے آواز میں کہا۔

وجدان صاحب کو کھڑا دیکھ آہل بھی کھڑا ہوا۔

"وہ ڈرے یا نا ڈرے۔۔۔ مگر آپکو خوفزدہ ضرور ہونا چاہئے مسٹر شاہ۔" اس نے لہجے میں سختی تھی، حیرانی کے مارے سب کے ہونٹ بند رہ گئے۔

"مجھے کیوں خوفزدہ ہونا چاہئے ؟" وجدان صاحب نے زخم پر ہاتھ رکھ کر پوچھا انہیں درد کی ہلکی ٹیس اٹھی تھی۔

"کیوں کہ میں آپ کو اور باقی گھر والوں کو وارن کر چکی ہوں کہ اس راستے سے کوئی نہیں جائے گا۔۔اور وجہ آپ جانتے ہیں۔"اس نے وجدان صاحب کی آنکھوں میں جھانک کر اسی سختی والے انداز میں جواب دیا کہ وجدان صاحب نے گردن سیدھی کی۔

"وہ اصل میں شارٹکٹ ہے، فیکٹری جانے میں کم وقت لگتا ہے۔"جواب وجدان صاحب کی جانب سے آیا تھا۔

"میں شارٹکٹ کی نہیں راستے کی بات کر رہی ہوں، وہ راستہ خراب ہے۔"اس نے اسی انداز میں کہا۔

مہناز نے اپنی بات مکمل کرنے کے بعد آہل کی طرف توجہ دی۔

"ہیلو میں مہناز ہوں آپ بتائینگے کہ انہے چوٹ زیادہ لگی ہے یا کم اور کیا کرنا ہے ابھی؟"اس نے انگریزی میں آہل سے پوچھا وہ ٹھٹھکا اسے یہ لڑکی عجیب لگی تھی۔لمحے بھر رک کر اس نے مہناز کے سوال کا جواب دیا۔

"چوٹ سطحی طور پر زیادہ خطرناک نہیں، لیکن اندرونی زخم کافی گہرا ہے۔ خون مسلسل بہہ رہا ہے اور یہ اگلے چند دن تک انہیں خاصا تکلیف دے گا۔ درد بھی شدت کے ساتھ ایک ہفتے تک برقرار رہ سکتا ہے۔ اسی وجہ سے میں نے خود بینڈیج کرنے کا فیصلہ کیا ہے، مگر مسئلہ یہ ہے کہ سر نے دو مرتبہ نرس کو انکار کیا اور اب مجھے بھی اجازت نہیں دے رہے۔" آہل نے سادہ لہجے میں اردو میں جواب دیا۔ آہل کی پر اعتماد مگر شائستہ گفتگو سن کر مہناز کے دل میں بے اختیار ایک تاثر جاگا۔ اس کی آنکھوں نے پہلی بار آہل کو غور سے دیکھا۔ عام ڈاکٹرز کی طرح وہ محض فرضی الفاظ ادا نہیں کر رہا تھا، بلکہ اس کے لہجے میں سچائی اور ذمہ داری جھلک رہی تھی اور فکرمندی بھی۔ ایک لمحے کو مہناز کو لگا جیسے یہ شخص اپنے پروفیشن کو صرف کام نہیں بلکہ عبادت سمجھتا ہے۔

"کس خوشی میں منع کر رہے ہیں آپ؟" اس نے رخ موڑ کر پوچھا۔

"ارے بیٹا مجھے درد نہیں ہو رہا ہے۔"

"سر !درد ابھی نہیں ہو رہا لیکن بعد میں ضرور ہو گا۔" اس نے مسکراتے ہوئے کہا وجدان صاحب نے کچھ برہمی نظروں سے دیکھا تو اس نے دھیمی آواز میں سوری کہہ کر ہلکی گردن جھکائی۔ آہل کا وجدان صاحب کے ساتھ ادب و احترام کا مظاہرہ دیکھ کر وہ خوش ہوئی تھی۔

مہناز نے وجدان صاحب کی جانب دیکھا جو اب آہل سے نظریں ہٹا کر اسے دیکھ رہے تھے۔

"ٹھیک ہے میں پھر کسی سینئر ڈاکٹر سے پٹی کرواؤنگا۔" اپنی بیٹی کی ضد جو اس کی آنکھوں سے جھلک رہی تھی دیکھ کر وہ فوراً ہامی بھر گئے۔

"سر! یہ جو کھڑے ہیں وہ سینئر ڈاکٹر ہی ہیں یہ ہاسپٹل ان کا ہی ہے۔" وجدان صاحب کے پیچھے کھڑی سسٹر اسماء نے فوراََ جواب دیا جس پر مہناز نے آہل کو دوبارہ دیکھا اور اب دیکھنے کا انداز کچھ سادہ نہیں تھا اسے وہ حیران اور تجسس کے ملے جلے کیفیت سے دیکھ رہی تھی یہی حال وجدان صاحب کا بھی تھا جو نرمی سے اب آہل کی طرف دیکھ رہے تھے۔

"تم اس ہاسپٹل کے مالک ہو اور مریضوں سے ایسے رویے سے پیش آتے ہو جیسے وہ تمہارے اپنے ہوں؟" سوال وسیم کی جانب سے آیا۔ اس نے سنجیدگی سے وسیم کی جانب دیکھا اور نرمی سے جواباً ہوا۔

"مالک ہونا اصل میں زمہ داریوں کو بڑھا دیتا ہے، غرور کرنے کی وجہ نہیں بنتا۔ میرے لئے یہ مریض صرف مریض نہیں ہے یہ وہ لوگ ہیں جو اللہ کے بعد ہم پر بھروسہ کرتے ہے اب ان سے بھی سختی سے بات کرنا کہاں کی عقلمندی ہے۔۔۔ انہیں تو تکلیف میں محبت اور نرمی کی ضرورت ہوتی ہے۔" اس کے نرم گوشی کسی کے دل پر تیر کی طرح چلنے لگے وہ بس تجسس سا مظاہرہ کر رہی تھی۔

"اء میں پرومس کرتا ہو سر میں بہت آرام سے بینڈج کرونگا۔" وجدان صاحب مسکرانے لگے۔ آہل نے اپنا کام شروع کیا اور اپنے وعدے کے مطابق وہ بہت آرام سے ان کی پٹی کر رہا تھا۔ دس منٹ بعد جب وہ اپنے کام سے فارغ ہوا تو مہناز نے بولی:

"تھینک یو سو مچ۔۔۔۔فیس کتنی ہوئی آپ مجھے بتا دیں میں پے کر دیتی ہوں۔" آہل اٹھنے لگا تھا تبھی مہناز نے اس کا شکریہ ادا کیا پھر سسٹر اسماء سے مخاطب ہوئی۔

"اٹس اوکے۔۔۔یہ فری ہے۔" آہل نے انگریزی میں کہا۔

"فری اس لئے کہ میں بوڑھا ہوں اور چھوٹی سی پٹی ضائع ہوئی ہے؟" وجدان صاحب نے پوچھا جس پر آہل گڑبرایا البتہ مہناز نے لب بھینچ کر مسکان بھری۔

"نہیں سر ایسی بات نہیں، آج جو بس کا ایکسیڈنٹ ہوا ہے اس میں کافی سارے ایسے لوگ ہیں جو فیس پے نہیں کر سکتے تو بس ان کے لیے آج علاج فری ہو رہا ہے، اور اس کے علاوہ آپ میرے والد کی عمر کے ہے تو مجھے اچھا نہیں لگے گا اگر آپ پے کریں گے۔" وہ نرمی سے جواب دہ ہوا۔ اس کی بات سے خوش ہوئے وجدان صاحب مسکرائے۔

"تو بیٹا اس سے تو اس ہاسپٹل کو کافی نقصان نہیں ہو گا مطلب کافی مسئلے پیش آ سکتے ہیں، ہاسپٹل کے اخراجات وغیرہ کیسے مینج کرو گے؟" وہ اس کے شانوں پر نرمی سے ہاتھ رکھے پوچھنے لگے۔ آہل نے ادب سے سر جھکایا اور دونوں ہاتھ پیچھے پشت پر باندھ دیئے۔

" مینیج تو ہم کر رہے ہیں اور ضرورت کی اخراجات جو ہیں وہ ہم خود کی کمائی گئی محنت سے پوری کرینگے آج۔ "اسی انداز اور ادب سے جواب دیا گیا۔

"میں تمہاری کوئی مدد کروں ؟"وہ پوچھنے لگے۔

" نہیں سر بس دعا کریں جو مریض یہاں ہے ان سب کو اللہ کی شفا نصیب ہو۔ "اس کی دعا پر سبھی نے دل میں آمین کہا۔

"چلو پھر ہم چلتے ہیں اور شکریہ اس بینڈج کے لئے۔ "اس نے سینے پر ہاتھ رکھتے مودبانہ انداز لئے الوداع کہا۔ وجدان صاحب اور وسیم ایک ساتھ کمرے سے نکلے۔ مہناز نے آخری نگاہ اس شخص پر ڈالی جو اب ٹرے میں بچی ہوئی پٹی اور باقی چیزیں رکھ رہا تھا اور پھر اپنے ہاتھ سے خراب دستانے پھینکنے لگا۔

"ونس اگین تھینک یو ڈاکٹر اینڈ سسٹر۔ "ایک بار اور بول کر وہ مسکراتے ہوئی باہر نکل گئی۔

زاول کلب
Clubb of Quality Content

سسٹر اسماء نے مسکراہٹ لئے سر ہلایا آہل نے اس کے کمرے سے نکلنے تک مکمل توجہ دی اور اس بار توجہ دل نے بھی دی تھی۔

"ڈاکٹر یہ کتنی اچھی ہیں ہے نا؟" سسٹر نے آہل کی پوچھا وہی کوئی اور بھی تھا جو دروازے کے اس پار سن رہا تھا۔

"کس حوالے سے پوچھ رہی ہو؟"

"سب ہی حوالے سے صورت، مزاج، اور انداز سب میں وہ بہت پرفیکٹ لگ رہی ہے۔"

آہل نے ایک لفظی جواب دیا "ہمم۔" مگر دل میں ایک بار پھر توجہ دی۔

"ویسے تم نے جو انکل کے بارے میں کہا کہ وہ ضدی ہیں کھڑوس ہیں یہ درست نہیں تھا۔

اس عمر اکثر لوگ دوائی وغیرہ سے دور بھاگتے ہے وہ بھی شاید یہی کر رہے تھے۔"

"ہمم ٹھیک کہہ رہے ہے آپ۔۔۔۔ پر ڈاکٹر یہ لڑکی جس طرح بات کر رہی تھی کیا لگتی ہو گی ان کی؟"

"شاید بیٹی۔" سسٹر اسماء نے دو لفظی جواب پر پوچھا۔ "بیٹی کیوں؟"

" کیونکہ بیٹیاں اپنے باپ کو ہی رعب دکھاتی ہیں اور بیٹیوں کے لیے باپ جیسا کوئی نہیں ہوتا نہ محبت میں نہ ظرف میں۔ "اس کی بات پر مقابل مسکرایا اور وہی دوسری جانب کھڑی مہناز وجدان بھی مسکرائی۔

دوسرے دن کا پہلا پہر ختم ہو چکا تھا۔ سورج پوری طرح نکل آیا تھا مگر ہوا میں ہلکی سی خنکی ابھی بھی باقی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

ΔΔΔΔΔ

مسلسل دن بھر کی مصروفیات اور ایمرجنسی کیسز کے بعد آہل اور ایان اس وقت کیبن میں تھے۔ ایان ایک مریض کی رپورٹ دیکھنے میں مصروف تھا جبکہ آہل سر کی پشت سیٹ سے ٹکائے، آنکھیں بند کیے تھکن محسوس کر رہا تھا۔ کچھ لمحوں بعد اچانک اسے خیال آیا۔ وہ جھٹکے سے سیدھا ہوا، اور فون آن کیا جو صبح سے بند پڑا تھا۔

فون آن ہوتے ہی اس کی آنکھوں کے سامنے ملیحہ اور اریج کی درجنوں مسڈ کالز اور ملیحہ کے میسیجز تھے۔ ایک لمحے کو اس کے دل میں کسک سی اٹھی۔ عجلت میں اس نے فوراً ملیحہ کا نمبر ملایا۔

بیل جا رہی تھی۔ دوسری جانب ملیحہ انسہ بیگم کے ساتھ کچن میں مصروف تھی، لیکن فون کی گھنٹی سنتے ہی باہر آئی۔

"السلام علیکم!" اُس نے کال اٹھاتے ہی خوش اخلاقی سے کہا۔

"وعلیکم السلام۔۔۔ ملیحہ، آئی ایم سوری۔ میں نے تم سے جو وعدہ کیا تھا وہ پورا نہیں کر پایا۔ آج بہت زیادہ بزی تھا۔" آہل کی آواز میں واضح شرمندگی تھی۔

ملیحہ نے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ جواب دیا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"کوئی بات نہیں آہل، مجھے لگا ہی تھا کہ آپ مصروف ہوں گے۔ پھر آنٹی نے بتایا بھی کہ ہاسپٹل میں ایمرجنسی کیسز آئے تھے، سوری آپ نہ کہیں، سوری تو مجھے کہنا چاہیے میں صبح سے بار بار کال کر رہی تھی مجھے اتنی جلدی نہیں کرنی چاہیے تھی۔۔ آئی ایم سوری!"

اس کے لہجے کی نرمی اور معصومیت آہل کے دل پر اثر کر گئی۔ وہ لمحے بھر کو خاموشی دکھائے بس مسکرایا۔

"ہم رات کے کھانے بعد جائیں گے ملیحہ تب تک میں فری ہو جاؤں گا۔" ملیحہ نے جواب میں "ٹھیک ہے۔" کہا پھر دونوں جانب ایک ساتھ فون بند ہوا۔ اب وہ واپس اپنے کام کی طرف متوجہ ہوا۔

ملیحہ بھی انسہ بیگم کی مدد کرنے کچن میں آگئی۔

ΔΔΔΔΔ

شام کا وقت:

Clubb of Quality Content

علی شاہ ہاؤس میں اس وقت ایک ماحول قائم کیا گیا تھا جو بلکل سینیما کی طرح تھا۔

بڑے سے اونچے مرتبے کے بنے اس عالیشان بنگلے کے لیونگ روم میں صوفے پر اس وقت گھر کے افراد بیٹھے تھے۔

صوفے کے بلکل عین سامنے والی دیوار کے ساتھ ایک بڑی ایل ای ڈی لگی تھی جہاں ہارر فلم چل رہی تھی۔ فلم کے ڈراؤنے مناظر کے ساتھ ہی کسی کے لیے ماحول سنجیدہ اور کسی کے لیے خوف زدہ سا ہو گیا تھا۔ وجدان صاحب اور مہناز ہاتھ میں پاپ کارن کا پیالہ تھامے مزے سے دیکھ رہے تھے جبکہ پروین بیگم اپنے چائے کے کپ کے ساتھ فلم کا لطف اٹھا رہی تھی۔ فلم سے کچھ پل نظریں ہٹی تو مہناز کی نظر اپنے بغل میں تھوڑی سی دوری پر بیٹھی چچی (نادیہ نصیر علی شاہ) پر پڑی، جو دوپٹہ سے کچھ ادھ چہرہ چھپائے بیٹھی تھی۔ دوسرے صوفے پر ان کے دو بچے بھی بیٹھے تھے جو مزے سے اس فلم کا لطف لے رہے تھے۔

اس نے کہنی سے ہلکی تھپکی اپنے بابا کو دیکر متوجہ کیا۔ وجدان صاحب مسکرائے اور پھر پروین بیگم کو اشارہ کیا۔

پروین بیگم نے نادیہ بیگم کی طرف دیکھا تو ان کی آبرو آپس میں مل گئی وہ کچھ پوچھتی کہ تبھی لمحے میں منظر بدل گیا۔ فلم کے ڈراؤنے سین کے عین وقت سمرہ نے گرم چائے کا کپ ان کے سامنے کیا تو خوف سے ان کی چیخ نکل آئی چائے کا کپ ہاتھ سے گر کر زمین بوس ہوا۔ وجدان صاحب اور مہناز کی مسکراہٹ اس اچانک ہوئے عمل پر غائب ہوئی۔

"یا اللہ امی کیا ہو گیا؟" سمرہ (نادیہ اور نصیر علی شاہ کی دوسری بیٹی) نے چونکتے ہوئے فکر مندی سے پوچھا۔ نادیہ بیگم اب اپنا سانس بحال کر رہی تھی۔

"ہائے لڑکی! عقل ہے یا نہیں؟ یوں اچانک چائے دے کر دل نکال لیا میرا۔"

نادیہ بیگم نے سانسیں سنبھالتے ہوئے سمرہ کو گھور کر ڈانٹ لگائی۔

ان کی بات سنتے ہی سب کے قہقہہ گونج اٹھے داخلی دروازے سے داخل ہوتے ہوئے نصیر شاہ بھی ہنس پڑے۔

"سوری امی! مجھے کیا پتہ تھا کہ یہ چائے بھی آپ کو بھوت جیسی لگے گی۔" سمرہ فوراً معصومیت سے بولی۔

یہ سن کر مہناز نے ہونٹوں پر ہاتھ رکھ کر ہنسی دبائی، آنکھوں میں شرارت چمک رہی تھی۔

پروین بیگم بھی مسکرا اٹھیں، البتہ وجدان صاحب اور نصیر صاحب کا قہقہہ برقرار رہا جس پر نادیہ بیگم نے کچھ برہمی ظاہر کی۔

پروین بیگم نے نرمی سے کہا:

"مہناز بیٹا! یہ فلم بند کرو، کچھ اور دیکھ لو۔"

"ہاں ہاں بند کردو ماہی بیٹا ورنہ رات میں یہ میرا خون پی جائیں گی۔"

نصیر صاحب ہنس کر بولے یہ سن کر نادیہ بیگم کا پارہ چڑھ گیا۔ مہناز نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے ریموٹ اٹھایا اور فلم بند کر دی۔

"کوئی خوفِ خدا ہے کہ نہیں؟ کب آپ کا خون پیا ہے میں نے؟" وہ لہجے میں ہلکی برہمی لئے بولی۔

"اچھا بس کریں اب اس مووی کے چکر میں آپ دونوں ناشروع ہو جائیں۔" مہناز نے بات کو بگڑنے سے بچاتے ہوئے فوراً کہا۔

Clubb of Quality Content

"ویسے امی جب آپ کو ڈر لگے تو بابا کا خون پینے کے بجائے آپ آیۃ الکرسی پڑھ لیا کریں۔"

سمرہ نے شرارت سے کہا۔

"ارے جب خوف پوری جسم میں پھیلتا ہے تو آیۃ الکرسی بھی یاد نہیں آتی۔" خوف ابھی بھی ان کے لہجے میں محسوس ہو رہا تھا۔ ان کی بات پر سب ایک بار پھر ہنس پڑے۔

پورے گھر میں قہقہہ گونج رہے تھے لیکن یہ قہقہہ بھی کچھ دیر کے تھے۔۔۔۔ انکے پیچھے چھپے وہ ماضی کی چیخیں آج بھی اس گھر کی دیواروں میں دفن تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

ΔΔΔΔΔ

شام ڈھلنے لگی تھی رات کے کھانے کا وقت ہو چکا تھا۔ اعظم ہاؤس کے ڈائننگ ٹیبل پر اس وقت آہل کے علاوہ سبھی افراد جمع تھے۔ چھت سے لٹکتے ہلکے سنہرے بلبوں کی روشنی ڈائننگ ٹیبل پر سجے پکوانوں کو اور خوشنما بنا رہی تھی۔ ہنسی مذاق اور باتوں کے شور میں کھانے کا وقت خوشگوار لگ رہا تھا۔

"اریج یہ اچار دینا۔"ایان نے نوالہ منہ میں رکھتے کہا۔اریج نے فوراًاچار کا جار اس کے ہاتھ میں تھمایا۔

"ملیحہ تم دوبارہ کب جوائن کر رہی ہو اسکول؟"آنیا نے نرمی سے پوچھا۔نوالہ منہ تک جاتے ہوئے ملیحہ کا ہاتھ یکدم رک گیا،اس نے اریج کی جانب دیکھا۔

"آپی میں اب اسکول نہیں جاؤں گی میں نے ٹیچنگ چھوڑ دی ہے۔"سب کی نظریں اس پر اٹھی جبکہ انسہ بیگم نے تفتیشی اور فکر مندی کا مظاہرہ کرتے پوچھا:

"خیریت تو ہے بیٹا؟"

"جی آنٹی سب خیریت ہے۔۔۔۔دراصل خالو کی ریٹائرمنٹ کا وقت قریب آگیا ہے اور اب محب بھی نہیں ہے۔۔۔۔امی ابو کے بعد خالہ اور خالو نے میرا اور محب کا بہت زیادہ خیال رکھا ہے اب میری باری ہے کہ میں اپنا فرض ادا کروں۔گھر کے اخراجات اور دیگر چیزیں خالو کتنا کچھ کریں گے بس اسی لئے میں نے سوچا ہے کہ کوئی بہتر جاب دیکھ لوں جہاں سیلری بھی اچھی ملے۔"

وہ مسکراتے ہوئے جواباً ہوئی۔

"تو پھر کوئی جاب تلاش کی؟" ایان نے لہجے نرمی برقرار رکھے پوچھا۔ ملیحہ مسکراہٹ لئے اسے دیکھتے ہوئے ہاں بولی۔

"ہاں دوسری جاب کے لیے مجھے آہل نے آفر کیا ہے۔"

" کیسی جاب؟" سوال ایان کی جانب سے آیا اس نے سوچتے ہوئے پوچھا۔

" کیئر ٹیکر۔" مختصر جواب دیا گیا۔

"اوہ اچھا۔۔۔ لیکن کیا تم اس کے لئے تیار ہو؟"

"جی ہاں میری آہل سے بات ہو چکی ہے بس کھانا کھانے کے بعد ہم وہیں جانے والے ہیں۔" اس نے آگاہ کرتے کھانے کی پلیٹ کی طرف دیکھا کچھ نوالے اس باقی تھے۔

"چلو خیر ہے۔۔۔ تمہیں جو ٹھیک لگے وہی کرنا اور کوئی مسئلہ ہو تو ضرور بتانا ٹھیک ہے۔"

ایان کے اس جواب کے بعد وہ مسکرائی، ایان اس کے لیے ایک بڑے بھائی کے برابر تھا۔ اپنے لئے ان سب کی فکر مندی دیکھ وہ دل سے بہت خوش ہوئی تھی۔

کھانے سے فارغ ہو کر سب ایک ساتھ لاؤنج میں بیٹھے تھے خوش گپیوں میں مصروف وہ سب چائے کا مزہ لے رہے تھے ایسے میں آہل سیڑھیوں سے اترتا ہوا ان کے قریب آیا۔

"ملیحہ کہاں ہے اریج؟" اس نے دھیمے اور نرم لہجے میں پوچھا۔

"بھائی وہ نماز پڑھ رہی ہے اس نے کہا تھا آپ کچھ دیر انتظار کر لیں۔" اس کی بات پر سر ہلاتے وہ بھی ان کے ساتھ شریک ہو گیا۔

کمرہ نیم روشن تھا پلنگ کے ایک جانب جائے نماز پر وہ دعا گو تھی۔

"یا اللہ! جو پریشانی مجھ پر آن پڑی ہے، اسے آسانی میں بدل دیجئے۔۔۔ میرے دل کے راز کو صرف آپ ہی جانتے ہیں۔ میری مشکلوں کو اپنے کرم سے حل کر دیں اور میرے قدموں کو ڈگمگانے نہ دیں۔" اس نے اپنی دعا مکمل کی پھر چہرے پر ہاتھ پھیرا اور اٹھنے لگی۔ جائے نماز الماری میں رکھ کر وہ اپنے اوپر مکمل نظر ڈال کر کمرے سے باہر نکل آئی۔

لاؤنج میں موجود آہل نے اسے دیکھا تو فوراً کھڑا ہوا۔

"چلیں؟" آہل نے پوچھا۔

"جی۔"

"چلیں آنٹی میں چلتی ہوں پھر ملاقات ہوگی۔" وہ چل کر انسہ بیگم کے قریب آئی۔ وہ واپسی میں اپنے گھر جانے والی تھی انسہ بیگم سے مل کر اب وہ آنیا اور اریج کی طرف بڑھی۔

سب کو الوداعی جملہ کہتے وہ دونوں ایک ساتھ باہر نکل گئے۔

منظر:

ان کی گاڑی ہلکی رفتار سے آگے بڑھ رہی تھی۔ آہل نے مسکراتی نظروں سے ملیحہ کو دیکھا، جو خاموشی سے کھڑکی کے پار جھانک رہی تھی۔ سڑک کے دونوں جانب قطار میں بنے نفیس اور خوبصورت بنگلے روشنیوں میں نہا رہے تھے۔ گاڑی سیدھے راستے پر چلتی جا رہی تھی، لیکن سامنے آتا ہوا ایک موڑ نہ صرف ان کی سمت بدلنے والا تھا، بلکہ خاص طور پر ملیحہ کی زندگی کا رخ بھی بدلنے والا تھا۔

جاری ہے!

مزید بہترین ناول/افسانے/آرٹیکل/مختصر کہانیاں اور معیاری شاعری پڑھنے کے لئے

نیچے دیئے گئے لنک پر کلک کریں۔

شکریہ!

www.novelsclubb.com

ہماری ایپ ڈاؤنلوڈ کریں اور رسائی حاصل کریں بے شمار مزے دار ناولوں تک

Download our app

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک، انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

03257121842